ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

اُردو داستان میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقای کا جائزہ

ڈاکٹر صدف مشتاق

لیکچرر اردو حضرت عائشہ ڈگری کالج لاہور۔

Abstract:
Superstition and irrational beliefs play a significant role in classical Urdu Dastans, reflecting not only the cultural norms of the time but also the collective psyche of the society. These narratives often feature elements such as jinns, fairies, talismans, magic, unlucky days, and omens that influence the fate of the characters. Such elements do not merely serve as tools of fantasy but actively shape the plot and moral undertone of the stories. This study analyzes superstitious elements in prominent Urdu Dastans particularly Tilism-e-Hoshruba, Dastan-e-Amir Hamza, and other traditional tales to explore how they mirror societal thought patterns and beliefs. The analysis suggests that superstition in these narratives should not be viewed only as a literary device, but as a reflection of the social and psychological conditions of the era in which they were written. In todays context, these tales offer insight into the roots of irrational beliefs and their continued presence in modern cultural consciousness.?

نثر کے ضمن میں سب سے زیادہ ذخیرہ داستانوں کی شکل میں موجود ہے۔ داستانوں میں در حقیقت مافوق الفطرت عناصر، دیومالائی کہانیاں، اساطیر جن، پریوں کے قصّے بیان کیے گئے ہیں۔ سولہویں صدی کے انسان نے اس قدر ترقی نہ کی تھی کہ وہ اپنا وقت گزار سکتے وقت گزاری کے لیے مصنفین نے داستانوں کا سہارا لیا۔ کسی بھی معاشرے میں جب تحریر لکھی جاتی ہے تو اس تحریر میں معاشرے کی تہذیب، تمدن، ثقافت نمایاں دکھائی دیتی ہے۔

ہندوستانی معاشرہ مختلف مذاہب، اقوام، ذات برادری میں بٹا ہوا ہے، داستانیں لکھنے والوں نے ان تمام باتوں کا تذکرہ اپنے اپنے انداز سے کیا ہے۔ مختلف مذاہب ہونے کی وجہ سے داستانوں میں توہم اور ضعیف الاعتقادی جابجا ملتی ہے۔ ہر داستان کا ایک ہیرو ہوتا ہے، ہیرو کسی ملک کا بادشاہ یا شہزادہ ہوتا ہے، اعلیٰ صفات کا حامل ہوتا ہے۔ ہیرو خواب میں ، پرندے یا انسان کی زبانی کسی بھی شاہزادی کے حسن کا ذکر سن کر اس پر عاشق ہو جاتا ہے۔ محبوبہ کی تلاش میں اس کو کہیں دیووں سے پنجہ آزمائی کرنی پڑتی ہے، کہیں جادو اور طلسمات کی دنیا سر کرنی پڑتی ہے، تمام مصائب سے دوچار ہونے کے بعد ہیرو اک دن اپنی منزل پالیتا ہے۔ کلیم الدین احمد اسی بات کو کچھ انداز انداز میں بیان کرتے ہیں:

"آپ جادو کو ماننے کے لیے تیار نہیں تو جادو کا حقیقت وواقعات کی روشنی میں مطالعہ کیجئے، جادوگر، جادو کرتے ہیں تو سفید، سرخ، سیاہ یا زرد رنگ کے ابر نمود ہوتے ہیں ان سے کبھی تیر و خنجر برستے ہیں تو کبھی آگ برستی ہے۔"[۱]

داستانوں کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے اِن میں حقیقت موجود نہیں، داستانوں میں خیر کی فتح اور بدی کی شکست ہوتی ہے اسی حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے لارڈ بیکن نے لکھا ہے:

"As the ective world is inferior to the rational sool, so function gives to mankind. What history denies and in some measure satisfies the mind with the shadows when it can not enjoy the substance. Andas real history gives us not the success of things according to deserts of vice virtue, fiction corrects it and presents us with the fates and for tunes of persons rewarded and punished according to merit.[۲]

اُردو داستانوں میں اخلاقی پہلو بھی پایا جاتا ہے۔ داستان گو چیزوں کے اچھے بُرے پہلو سمجھاتا ہے پسِ پردہ بڑی حکمت کی باتیں موجود ہیں۔ داستانوں میں مذہبی قدروں کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔ خلوص وایثار کا درس بھی دیتی ہیں۔ دوسروں کے سکھ اور خوشی کے لیے خطرہ مول لیتی ہیں، مشرق میں روحانیت کو بڑی قدر تصور کیا جاتا ہے کہ ہم بہت سے کام ثواب کی خاطر کرتے ہیں ہماری گزشتہ سوسائٹی میں معاشرت کی تصویر نظر آتی ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

میر امن باغ و بہار میں چار درویشوں اور بادشاہ آزاد بخت کا حال لکھتے ہیں۔ بادشاہ آزاد بخت جو کہ ایک عادل حکمران تھا، اس کی حکومت کے زیرِ سایہ ڈاکے، چوری کو کوئی جواز نہ تھا۔ ہزاروں ملکوں پر اس کی حکومت تھی۔ ہزاروں ممالک کا حکمران ہونے کے باوجود وہ ہر لمحہ رنجیدہ رہتا تھا اس کی رنجیدگی کا سبب اولادِ نرینہ سے محرومی تھی۔ وہ خدا کے حضور گڑگڑا کر اولادِ نرینہ کے لیے دعا مانگتا۔

:میر امن ''باغ و بہار'' میں یوں رقم طراز ہیں

ارمان جی میں باقی ہے کہ میرا نام لیوا اور پانی دیوا کوئی نہیں۔ تیرے خزانے غیب میں سب کچھ موجود ہے۔ ایک بیٹا جیتا جاگتا مجھے دے تو میرا نام اور اس سلطنت کا نشان قائم'' رہے۔''۳

عمر کے آخری حصّے میں اس کو احساس ہوتا ہے کہ موت غالب ہے اور اس کو بھی آنی ہے، میرے مال و دولت سے غیر مستفید ہوں گے یہ سوچ کر وہ خدا کے حضور گڑگڑاتا ہے اور گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے۔

خرد مند وزیر کی باتوں نے بادشاہ کی ڈھارس بندھائی، بادشاہ نے وزیر سے کہا انشائ اللہ کل دربار کروں گا سب کو حاضری کا حکم دے دو۔ دربار کرنے کے بعد بھیس بدل کر گورستان کا راستہ اختیار کیا۔ بادشاہ کو دُور سے ایک شعلہ نظر آیا مانند صبح کے تارے چمک رہا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ یہ کوئی طلسم ہے یا کسی ولی کا چراغ ہے، سوچا کہ دیکھنا چاہیے نیت کر کے اس طرف گیا تو چار درویش نظر آئے۔ میر امن ''باغ و بہار'' میں رقم طراز ہیں: ''آزاد بحت کو دیکھتے ہی یقین آ گیا کہ تیری آرزو ان مردان خدا کے اقدام سے بر آوے گی تیری امید کا سوکھا درخت ہرا ہو گا۔ چل کر ان کو اپنا احوال بیان کر ہو سکتا ہے تم پر رحم کھا کے بے نیاز کے ہاں دعا کریں وہاں یہ عقل نے کام کیا۔ سوالات دماغ میں ابھرے۔ پتا نہیں کون ہیں یہ لوگ۔ کدھر سے آئے ہیں کیا جانیں یہ دیو ہیں یا غول بیابانی ہیں کہ آدمی کی صورت بن کر باہم مل بیٹھے ہیں۔ آزاد بخت نے ایک گوشے میں چھپ کر ان کی حقیقت جانی۔''۴

بادشاہ آزاد بخت فقیروں کے پاس پہنچا۔ ان سے ان کا حال دریافت کیا۔ چاروں فقیروں نے باری باری اپنے سرگزشت بیان کی۔

پہلے درویش کا حال: میر امن پہلے درویش کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

مردِ فقیر کا گزر ایک دیوار کے پاس سے ہوا۔ دیوار کے پاس ایک صندوق پڑا تھا جس کے اندر ایک پری زخمی حالت میں پائی درویش مرد پری کو دیکھ کر آزردہ ہوا۔ اپنی تمام جمع'' پونجی اس کے علاج میں صرف کر دی دن رات اس کی خدمت بجالاتا۔ جب پری بالکل ٹھیک ہو گئی۔ فقیر اس کے حکم کی تعمیل کرتا فقیر کو کوئی قرض دینے کے لیے راضی نہ تھا۔ پری نے کہا کہ جو کچھ تم نے کیا میں اس کا صلہ نہیں دے سکتی اگر فکرِ معاش ہے تو قلم کاغذ لاؤ، اس نے رقعہ لکھ دیا جو کہ سیدی بہار کے نام تھا۔ نوجوان نے رقعہ دیکھ کر بے شمار سامان عنایت کیا اسے اپنے خرچ میں لائے کیوں کہ خدا رازق ہے۔''۵

میر امن، ایک فقیر کو پری کے طلسمات میں گرفتار کرتے ہیں، فقیر پری پر اس حد تک عاشق ہو جاتا ہے کہ پہلے تو وہ صرف اس کے اشاروں پہ ناچتا ہے، فقیر پری کی باتوں میں آ کر ضعیف الاعتقادی کا شکار ہو جاتا ہے کبھی وہ جوہری کے پاس جا کر دعوت دیتا ہے اور کبھی خود ضیافت سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

آخر میں پری فقیر کا سہارا لے کر جوہری اور اس کی معشوقہ کو قتل کر دیتی ہے، فقیر پری کے عشق میں اس قدر گرفتار ہو جاتا ہے، اسے اپنی جان کی پروا بھی نہیں رہتی لوگ فقیر کو سمجھاتے ہیں کہ کچھ ترس کھائے اپنے اوپر رحم کیجیے۔ میر امن ''باغ و بہار'' میں یوں رقم طراز ہیں: ''بھلا کوئی ہو، اسے دار الشفا میں رکھو جب بھلا چنگا ہو گا تب اس کے احوال کی پرستش کی جائے گی، خوجے نے کہا ''اگر اپنے دستِ خاص سے گلاب اس پر چھڑکیے اور زبان سے کچھ فرمایئے تو اس کو جینے کا بھروسہ بندھے۔ نااُمیدی بُری چیز ہے۔ دنیا بر اُمید قائم ہے۔''٦

میر امن بتاتے ہیں کہ فقیر جب ایضاً اپنی جان دینے کے لیے جنگل میں پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے، ابھی چھلانگ لگانے کی سوچتا ہے تو اتنے میں کسی نے فقیر کا ہاتھ پکڑ لیا نقاب پوش مجھے فرماتے ہیں کیوں بے موت مرتا ہے خدا کے فضل سے نااُمید ہونا کفر ہے، تھوڑے دنوں میں خوش خبری ملے گی۔ میر امن ''باغ و بہار'' میں یوں رقم طراز ہیں:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

روم کے ملک میں تین درویش اسی مصیبت میں پھنسے ہیں تجھ سے ملاقات کریں گے، وہاں کا بادشاہ آزاد بخت بھی بڑی مصیبت میں گرفتار ہے وہ بھی تم چاروں فقیروں کے ساتھ ملے گا۔ اے خدا کے ولی تمہارے اتنے ہی فرمانے سے میرے دل پر اضطرار کو تسلی ہوئی۔ لیکن خدا کے واسطے یہ فرمایئے آپ کون ہیں اسم شریف کیا ہے؟ تب انھوں نے فرمایا مرتضی علی میرا نام ہے اور میرا یہی کام ہے کہ جس کو جو مشکل کٹھن پیش آوے یہ میں اس کو آسان کر دوں۔"[7]

میرامن دہلوی ایک فقیر کی زبانی سلیمان قوم کی ضعیف الاعتقادی بیان کرواتے ہیں، نقاب پوش غائب ہو جاتا ہے لیکن چاروں فقیر اور بادشاہ اس بھروسے پر ہیں کہ ہم پانچوں اپنے مقصد کو پہنچیں گے، سب مل کر دعا مانگو اور آمین کہو۔

:دوسرے درویش کا حال

میرامن بادشاہ زاد فارس کے ملک کا حال بیان کرتے ہیں ماہرِ علم ہونے کے باوجود کس طرح ضعیف الاعتقادی کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے۔ بادشاہ سخاوت میں حاتم طائی سے بڑھ کر تھا۔ ایک فقیر جو چالیس روز تک چالیس دروازوں سے آکر اشرفیاں لے گیا۔ ایک دن بادشاہ نے ڈانٹ دیا کہنے لگا کہ تجھے سخی ہونے کا حق حاصل نہیں بصرے کی شہزادی کے علاوہ کوئی سخی کہلانے کا حق دار نہیں۔

میرامن لکھتے ہیں کہ انسان کس طرح عشق کے جادو میں گرفتار ہوتا ہے کہ بادشاہ بصرے کی شہزادی کے عشق میں مبتلا ہو کر در بہ در کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ میرامن بتاتے ہیں کہ انسان کس طرح اپنے مقدر پر یقین رکھتا ہے اور امید لگائے رہتا ہے کہ اس کے دن بھی پھریں گے۔ بادشاہ اپنی ساتوں بیٹیوں سے کہتا کہ تم خوش بخت ہو کہ شہزادیاں ہو چھشہزادیاں اعتراف کرتی ہیں مگر ساتویں جس کا ایمان پختہ ہے کہتی ہے جس خدا نے تمہیں بادشاہ بنایا اسی نے ہمیں شہزادیاں بنایا ہے۔

میرامن اصل میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انسان کس قدر ضعیف الاعتقادی کا شکار ہے کہ شہزادی کو بادشاہ جنگل میں چھوڑ دیتا ہے، جہاں پانی کی اک بوند بھی میسر نہیں۔ شہزادی یتیم کر کے دوگانہ پڑھتی ہے اور دیکھتی ہے ایک درویش خضر کی سی صورت، نورانی چہرہ، روشن دل آکر بولا تیرا باپ بادشاہ ہے لیکن تیری قسمت میں یہی ہے اس فقیر کو اپنا خادم سمجھ۔ میرامن "باغ و بہار" میں یوں رقم طراز ہیں:

اے پیارے دل تو یہ چاہتا ہے کہ کوئی دم تیرے پاس بیٹھ کر دل بہلاؤں پر یہ آسمان دو شخصوں کو ایک جگہ آرام سے رہنے نہیں دیتا۔ میں نے کہا اپنا پتہ بتاؤ میں اس پتے پر آؤں" دُور پار شیطان کے کان بہرے صد و بیس سال تمہاری عمر ہو میں جنوں کے بادشاہ کی بیٹی ہوں کوہِ قاف میں رہتی ہوں۔"[8]

میرامن کس طرح ایک بادشاہ زادے کو پری کے عشق میں گرفتار کر دیتے ہیں کہ شہزادہ بصرے کی شہزادی پر عاشق ہونے کی وجہ سے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے، تمام لوگ پریشان ہوتے ہیں، خلل دماغ کے واسطے نسخے لکھتے ہیں، ملا نقش و تعویز دیتے ہیں۔ دعائیں پڑھ پڑھ کر پھونکتے ہیں، عشق میں غرق ہو کر خودکشی کا ارادہ کرتا ہے تو عالمِ غیب سے مدد آ پہنچتی ہے۔ میرامن "باغ و بہار" میں یوں رقم طراز ہیں:

اے شہزادے، تو نے واقعی عشق کی بڑی محنت اٹھائی۔ اب تیری خاطر، جنگل پہاڑ میں پھروں گا، اکتا کر پہاڑ پر چڑھا سوچا کہ خود کو گرا کر خودکشی کر لوں۔ اتنے میں ایک نقاب" پوش آیا، بولا کہ اپنی جان مت کھو، تھوڑے دنوں کے بعد، اپنے مقصد سے کامیاب ہو گا۔"[9]

جب دوسرا درویش اپنی سرگزشت بیان کر چکا اس کے بعد آزاد بخت بادشاہ نے خلعت فاخرہ پہنی، تخت پر بیٹھ کر درویشوں کو طلب کیا۔ میرامن "باغ و بہار" میں یوں رقم طراز ہیں:

کہنے لگے، بابا! ہم دل کے بادشاہ ہیں ہمیں دنیا کے بادشاہوں سے کچھ لینا دینا نہیں پھر مولا مرتضی نے جو فرمایا تھا یاد آیا خوش ہوئے یساول کے ہمراہ چلے۔"[10] آزاد بخت نے اپنا" احوال بیان کرنا شروع کر دیا:

اے شاہو! بادشاہ کا اب ماجرائی سنو! ے

جو کچھ کہ میں نے دیکھا ہے، اور میں سنا سنو!

کہتا ہوں فقیروں کی خدمت میں سر بسر،

احوال میرا خوب طرح دل لگا، سنو!

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

یہاں پہ انسان کی بے رخی کا ذکر کیا ہے کہ انسان جب ظالم بنتا ہے تو وہ کس قدر گر جاتا اپنے پرائے، دوست یار سب بھول جاتا ہے بس دولت کی ہوس اس پر غالب آجاتی ہے۔ اپنوں کو دکھ دے کر دھوکا دے کر ہر طرح کی تکلیف پہنچا کر انسان دولت حاصل کرتا ہے۔ میر امن نے اس میں خواجہ سگ پرست کا قصہ بیان کیا ہے کہ کس طرح وہ اپنے بھائیون پر جان قربان کرتا ہے۔ بھائی کتنی مشکلوں کا شکار ہوتے ہیں تو وہ اپنی جان و مال کی پرواکیے بغیر ان کو مشکلوں سے نکالتا ہے لیکن بھائی پھر حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی طرح اس کی جان لینے پر آجاتے ہیں۔ رشتوں میں وفا نہیں ایک کتے جس کے گلے میں بیش قیمت موتیوں کا ہار ہے۔ ایک سگ پرست اسے اپنے سگے بھائیوں سے بالاتر قرار دیتا ہے۔ کتا کھائے سونے کی پلیٹ میں بھائی کھائیں تانبے کی پلیٹ میں وہ بھی کتے کا جھوٹا۔ یہ تمام چو سگ پرست پر گزری جب جب بھائیوں نے جان لینے کی کوشش کی کتے نے اس کی جان کی حفاظت کی۔

حوالہ جات

مقوم باغ و بہار''، از میر امن دھلوی، مرتبہ: ڈاکٹر ممتا بنگلوری، پبلشر، شہر، س، ص ۹۱''   ا۔

ایضاً، ص ۴۲   ۲۔

ایضاً، ص ۸۰۱   ۳۔

ایضاً، ص ۵۱۱   ۴۔

ایضاً، ص ۹۳۱   ۵۔

ایضاً، ص ۸۵۱   ۶۔

ایضاً، ص ۰۹۱   ۷۔

ایضاً، ص ۸۹۱   ۸۔

ایضاً، ص ۹۹۱   ۹۔

ایضاً، ص ۶۲۲   ۰۱۔